ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

فاریہ دلشاد صدیقی
پی ایچ ڈی اسکالر وفاقی اردو یونیورسٹی آرٹس، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی
پروفیسر ڈاکٹر یاسمین سلطانہ
وفاقی اردو یونیورسٹی آرٹس، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی

آمنہ مفتی کا ماحولیاتی شعور: ناول "پانی مر رہا ہے" کے تناظر میں

Faria Dilshad Siddiqui*
Ph.D Scholar Federal Urdu University of Arts Science and Technology.
Prof: Dr Yasmeen Sultana
Federal Urdu University of Arts Science and Technology.
***Corresponding Author:**

Amna Mufti's Environmental Consciousness in the Context of Novel"Pani Mur Raha Hai

Amna Mufti is a playwright, columnist, novelist and storyteller. Her novel "Pani Mur Raha Hai" gained much fame due to its style, story and narration. It consists of using the experience of dramatization in the novel and has specially arranged the drama in it. This is a warning about the dying rivers and their vengeance, a prophecy that, if not heeded, will bring great floods or dooms of famine and drought. This novel is one that tries to attract our attention and that of our policymakers towards the pressing national and humanitarian problem. It highlights an issue we often take for granted in our normal thinking. This problem may not be serious in the present situation, but in the coming days, there has been a discussion all over the world that water scarcity could lead to a series of global catastrophe.

Key Words: *Literature Urdu Novel, Amna Mufti, Ecosystem, Indus water treaty, Indus, basin, Ecocritisims, Pollution, Environment.*

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

انسان اور فطرت کے مابین گہرا رشتہ ہے ۔جو ازل سے قائم ہے ۔ہم اسے یوں ہی کہہ سکتے ہیں کہ انسان فطرت کا ہی ایک حصہ ہے۔پوری دنیا میں اس وقت چند جن بڑے مسائل کا سامنا ہے۔ اس میں ایک بڑا مسئلہ ماحولیاتی آلودگی کا ہے ۔اس کی بنیادی وجہ ہمارے ماحول میں ہونے والی تبدیلی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل ہیں۔ قدرت نے ہمیں بیش بہا نعمتوں سے نوازا ہے ہمیں دریاؤں سمندروں جنگلات کے ساتھ ساتھ قدرتی وسائل سے مالا مال کیا ہے۔ مگر انسان بجائے یہ کہ اس زمین کا حسن برقرار رکھتا ،بلکہ اس نے اپنی کارستانیوں سے ماحول کو آلودہ کیا اور ماحولیاتی مسائل میں اضافہ کیا ہے ۔انسان اور ماحول کا رشتہ ازل سے قائم ہے. دنیا میں آنے کے بعد انسان سب سے پہلے اپنے ارد گرد کے ماحول سے آشنا ہوا تھا اس لیے دنیا کے تمام مذاہب میں ماحول کا ذکر ملتا ہے۔

قران مجید میں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ :

"اور وہی ذات ہے جس نے اپنی رحمت سے ہوائیں بھیجی جو بارش کی خوشخبری لے کر آتی ہیں اور ہم نے آسمان سے پاک و صاف پانی اتارا تا کہ ہم بے جان زمینوں کو زندگی عطا کریں اس سے ہم اپنے پیدا کردہ چوپائے اور بے شمار انسانوں کو سیراب کریں۔[(1)]"

حدیث پاک میں ارشاد ہے کہ:

کوئی مسلمان جو پودا لگاتا ہے یا کھیتی لگاتا ہے پھر اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا جانور کھاتا ہے تو وہ اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے گویا ہمارے ہاتھوں سے لگائے ہوئے اشجار ہمارے لیے باعث اجر و ثواب ہیں۔

انسان کی بنیادی ضروریات میں فطری ماحول بھی شامل ہے۔ انسان ہمیشہ سے جس قسم کے ماحول میں رہتا آیا ہے ،اور پسند کرتا ہے رفتہ رفتہ اس فطری دلکشی سے محروم ہوتا جا رہا ہے ۔

" Envior لاطینی زبان کا لفظ ہے جس کا مفہوم ہے ارد گرد گھیراؤ یا آس پاس کی جگہ، لفظ" ماحول "عربی زبان سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کچھ ارد گرد۔"[(۲)]

"ہمارے ارد گرد کی ہر وہ چیز جو کسی جاندار کی زندگی کو متاثر کرتی ہے اس کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

ماحول کہلاتی ہے۔ایک جاندار کا ماحول طبعی یا جسمانی ہو سکتا ہے اور حیاتیاتی ماحول کا مجموعہ ہوتا ہے۔"(3)

ہمارے ارد گرد کی فضا ہوا، پانی، زمین، حیوانات و نباتات ،خوربینی جاندار یہ سب ہمارے ماحول کا حصہ ہیں ۔غیر جاندار ماحول میں ہوا ،پانی ،آگ اور سورج جسے عناصر شامل ہیں ۔جاندار کے اردگرد اگر ماحول اس سے مطابقت رکھتا ہے اور موزوں ہے تو زندگی آسان اور خوبصورت ہے ۔مگر یہی ماحول اگر انسانی مداخلت سے خراب ہو جائے تو اس زہریلے ماحول میں کسی جاندار کا رہنا از حد مشکل ہو جاتا ہے۔

اس کرہ ارض پر انواع و اقسام کے جاندار ہیں۔ ان سب کی زندگی ایک دوسرے سے منسلک ہوتی ہے ،یہ نہ صرف ایک دوسرے سے متاثر ہوتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کو متاثر کرتے بھی ہیں۔ تمام جانداروں میں سب سے بڑھ کر درجہ انسان کا ہے۔ مگر اس کے باوجود انسان اپنی خواہشات اور ضروریات کے حصول کے لیے اس کرہ ارض پر موجود دوسرے عناصر کا محتاج ہے- ہر چند یہ سب ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔

ماحولیات کا علم انسان کو اپنے ارد گرد کے ماحول کو ہر جاندار کے لیے نفع بخش بنانے کے لیے کوشاں رہتا ہے کیونکہ یہی ماحول زندگی کا بنیادی جز ہے ۔

" ماحولیاتی تنقید کی اصطلاح پہلی مرتبہ ولیم روئیکرٹ نے۱۹۷۸میں استعمال کی۔انھوں نے یہ اصطلاح اپنے مضمون An experiment in ecosystem میں استعمال کی۔ ماحولیاتی تنقید سے رئیکرٹ کی مراد ادب کے مطالعات میں ماحولیات اور ماحولیاتی تصورات کا اطلاق ہے۔" (4)

سولھویں صدی میں ماحولیات کے حوالے سے عالمی سطح پر انسانی شعور کی بیداری کے نتیجے میں پانی خاص طور پر موضوع بحث رہا ہے۔زندگی کی بنیادی ضرورت ہونے کے سبب پانی اور اس کی اہمیت کا حوالہ انسانی ہو یا غیر انسانی یہ اس طرح کی ہر بحث کا مرکزی نکتہ رہا ہے کہ کیا اس کی اہمیت سیاسی جغرافیائی ،حیاتیاتی ہے یا ماحولیاتی؟ اب فطری ضرورت ہونے کے سبب ہی نہیں بلکہ روز افزوں بڑھتے پانی کے عالمی بحران نےاسے باعث تشویش بنا دیا ہے بالخصوص جنوبی ایشیا میں تشویش کی حدوں سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

بڑھ کر اب خطرے کی حدود میں داخل ہو چکا ہے جہاں صرف ماحولیاتی وجوہات کے سبب ہی نہیں بلکہ خطے کے معاشی اور سیاسی حالات اس مسئلہ کے حل کے لیے زیادہ امید افزا نظر نہیں آتے۔

جنوبی ایشیا کے پیچیدہ سیاسی اور جغرافیائی حالات کی نوعیت اس قدر حساس ہے کہ دنیا بھر کے محققین کو خودبخود اپنی جانب راغب کرتی ہے۔ بالخصوص ماحولیات ،عالمگیریت ،مابعد نوآبادیات ان مسائل کی نوعیت اور باہمی تعلق وہ عوامل ہیں جو تقریباً سبھی محققین کی تحقیق میں موضوع مطالعہ رہے ہیں۔

محققین نے موسمیاتی تبدیلی، جنگلات کی کٹائی اور آلودگی جیسے دور رس اثرات مرتب کرنے والے عوامل اور تباہ کن چیلنجز اور مخصوص جغرافیائی خطوں اور ماحولیات کے ساتھ ان کے تعلق پر خاص توجہ دی ہے۔

مثال کے طور پر سندھ طاس جیسے متنازعہ خطوں میں غیر انسانی حیات مطالعہ کا موضوع رہے ہیں کیونکہ اس خطے میں واقع ریاستوں(پاکستان ,بھارت)کے مابین سیاسی کشیدگی سے دن بدن محدود ہوتے آبی ذخائر ،خشک ہوتی ندیاں اور سیلابی میدانوں جیسے مسائل اور چیلنجز براہ راست متاثر ہوتے ہیں۔

پاکستان مابعد نوآبادیات کا ایک حصہ ہونے کے سبب بھوک، غربت، بے روزگاری، بدعنوانی، لاقانونیت اور دہشت گردی جیسے زیادہ "اہم مسائل "کا شکار ہےاور اس لیے ماحولیاتی بحث ایک عوامی موضوع ہونے کی بجائے علمی اشرافیہ تک محدود سمجھا جاتا تھا۔ایک عام قاری یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ترقی اورامن کے فروغ کے نام پر کیے گئے سندھ طاس Indus water treaty جیسے معاہدے کو کیوں نہ سراہا جائے اور اس سے بھلا کیا فرق پڑتا ہے اگر پانی کو دو پہلے سے تضادات اور تصادم کا شکار دو ملکوں میں تقسیم کر لیا جائے۔ اب چاہے وہ پانی بیاس، ستلج یا راوی میں بہے یا سندھ، پنجاب یا جہلم میں، کیونکہ اس کے نزدیک پانی تو پانی ہے خواہ کہیں بھی بہے۔

قارئین کی غالب اکثریت کے لیے یہ سمجھنا خاصہ دشوار ہے کہ ماحولیاتی نظام کیا ہے اور یہ کہ اس کے تمام عناصر خواہ جاندار ہو کہ بے جان ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں اور ان بہت سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

عناصر میں سے کسی ایک کی تباہی یا اپنے اصل مقام سے بے دخلی یا نقل مکانی کس طرح پورے کے پورے ماحولیاتی نظام کو متاثر کر سکتی ہے۔

عام قاری کے لیے ان سوالوں کے جوابات ڈھونڈنا پہاڑوں کی چوٹی سر کرنے کے مترادف ہے۔

آمنہ مفتی نے اپنے ناول "پانی مر رہا ہے "میں عام قاری کی اس مشکل کو آسان کرنے کی کوشش کی ہے انہوں نے دو دریاؤں اور ان سے منسلک نباتات و حیوانات کی تباہی پر بات کر کے ان تمام قاری کو بھی" پہاڑوں کی اونچی چوٹی "سر کرنے جیسے مشکل کام کرنے پہ مجبور کیا۔

آمنہ مفتی کا شمار ان چند لکھاریوں میں ہوتا ہے جو نہ صرف اپنی صلاحیتوں سے واقف ہیں بلکہ ان کو استعمال کرنے کی دانشمندی بھی رکھتے ہیں۔وہ اپنے ناولوں میں کہانی، کرداروں، مناظر اور ان کے درمیان پائے جانے والے حالات کو اپنے شعور کی آنکھ سے دیکھتی ہیں وہ انسان اور اس کے ماحول کے ساتھ موجودہ تعلق کو اپنے تخیل میں موجود ماحول اور اس کی خوبصورتی و دلکشی میں پیش کرتی نظر آتی ہیں۔ جیسا کہ اس ناول میں بھی ماحولیاتی عناصر کا استعمال کیا گیا ہے آمنہ مفتی کے اس ناول میں جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے ، پانی کی موت کی کہانی اور اس کی وجوہات بیان کی گئی ہیں۔

کہانی کچھ انسانی کرداروں کے ذریعے بیان کی گئی ہیں جو کرہ ارض کو خوف زدہ کرنے کے پیچھے بشریت کے خطرے سے آگاہ ہیں وہ جنگی جنون میں مبتلا ہو کر ایسے منصوبے بناتے ہیں جو پوری نسل انسانی کو تباہ کر دے گا اس کے بعد زمین پر جو نسل پیدا ہوگی وہ میوٹینٹ جل پری وغیرہ کی صورت میں ہی ہوگی اس طرح تمام زمین انسانوں سے پاک ہو جائے گی۔ یہ ایک جادوئی ناول ہے۔

آمنہ مفتی کے ناول" پانی مر رہا ہے "میں ماحولیاتی آلودگی سے پر ماحول دیکھنے کو ملتا ہے۔ایسا ماحول جس میں رہنے والے ،اردگرد کے آلودہ ماحول سے متاثر ہورہے ہیں۔اور اس آلودہ ماحول کا اثر ان کے رہن سہن ،خوراک اور افزائش نسل پر بھی پڑ رہا ہے۔

وہ لکھتی ہیں کہ:

> "بلا تھوڑی دیر بے مقصد ہی ادھر ادھر ٹہلتا رہا۔یوں بھی اس کی زندگی کا مقصد گندی بد ذائقہ چچھوندریں اور لالائینیں کھا کر سایے میں اونگنے کے سوا تھا ہی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

کیا؟ بہت تیر مارتا تو کسی اپنے جیسے جھبری،نوکیلے کانوں والی بلی پر عاشق ہو جاتا اور مرنے سے پہلے ایک جھول چتکبرے بچوں کا اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ۔جو اس فانی دنیا میں اس کے ہونے کا تسلسل برقرار رکھتے۔" (5)

آمنہ مفتی نے" ناول پانی مر رہا ہے "میں پنجاب کو دریاؤں کا میدان کہا ہے انہوں نے زندہ اور غیر جاندار، غیر انسانی ماحول کے درمیان تعلق کو اتنی باریک بینی سے باندھا ہے کہ ان کا باہمی انحصار قارئین پر واضح ہو جاتا ہے۔

انہوں نے دریائے ستلج کے خشک ہونے کے بعد اس کی گزرگاہ میں موجود ریتل کو موضوع بنانے کا تجربہ الگ ہی انداز سے کیا ہے ۔جس میں زندگی کا چلن ایک الگ ہی اندازو اطوار اختیار کر لیتا ہے۔کیونکہ جب چیزوں کے تناسب میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اس کے نتیجے میں تخلیق کے عمل میں بھی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جب سندھ آبی معاہدے نے بیاس کے حقوق بھارت کو تفویض کیےاور دریا کو مکمل طور پر خشک کر دیا تو اس طرح بہتے پانی سے وابستہ پورے ماحولیاتی نظام کو تباہ کر دیا زمین کا ٹکڑا جب ایک خاص اونچائی سے دیکھا گیا تو ایک بہت بڑا ناگ لگتا تھا جو چکراتی ہوئی حالت میں لہرا رہا ہو۔

"سارا پنجاب دریاؤں کا میدان ہے دریاؤں کی پھینکی ہوئی ریت، ٹوبے ،ٹیلے، ٹیکریاں ،ڈھکیاں، ٹبے ہر جگہ پھیلے ہوئے ہیں تو یہ بھوریاں بھی دریا بیاس کی پرانی گزرگاہ پر دو سے ڈھائی ایکڑ چوڑا اور تقریبا 18 سے 19 کلومیٹر لمبا ریتیلا ٹکڑا تھا۔ان بھوریوں میں خاص بات یہ تھی کہ بلندی سے دیکھنے میں یہ رتیلا سلسلہ ایک عظیم الجثہ ناگ دکھائی دیتا تھا جو کسی مستی میں لہرایا ہوا پڑا ہوا ہو"۔ (6)

آمنہ مفتی نے ناول میں بارہا خشک دریا اور ناگ کی تشبیہ پر زور دیا ہے انہوں نے بہت خوبصورتی سے اس نکتے کی طرف توجہ دلائی ہے کہ جب انسان قدرت کی بنائے قوانین اور نظام میں دخل اندازی کرتے ہیں اور ماحول کو فطرت کے بجائے انسان کے تابع کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہم مصیبت میں پڑ جاتے ہیں۔ رینگنے والے جانوروں کا بیابانوں، پانیوں اور دریا کے کنارے پر انحصار وہ

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

حقیقت ہے ،جس پر آمنہ مفتی نے ناول میں بار بار زور دیا ہے یہ تکرار قارئین کو یہ جادوئی ناول سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

وہ ناول کے ماحول کی منظر نگاری کرتے ہوئے چھوٹی چھوٹی جزئیات کو بھی نظر انداز نہیں کرتی چھوٹی سے چھوٹی تفصیل جو ماحول کی خوبصورتی اور رعنائی و دلکشی میں اضافے کا باعث بنتی ہے ان کا ذکر نہایت دلچسپ انداز میں کرتی ہیں وہ لکھتی ہیں کہ:

"ایک ذرا گہرے ٹوبے میں تو اس نے ایک ایسی مچھلی بھی دیکھی جس کی مونچھیں تھیں اور ایک آنکھ پر بینے کی آنکھ کی طرح سفیدی سی چڑھی ہوئی تھی۔(7)"

آمنہ مفتی اپنے ناول" پانی مر رہا ہے"میں مرکزی کردار اللہ یار کے ذریعے یہ احساس دلانا چاہتی ہیں کہ ہم کس طرح قانون فطرت میں چھیڑ چھاڑ کر کے اللہ کے غضب کو آواز دے رہے ہیں اللہ نے انسان اور اس کے ماحول کے درمیان ایک توازن رکھا ہے۔اس توازن کو سمجھنے اور اس سے سیکھنے کی ضرورت ہے نہ کہ اس میں مخل ہو کر خود اپنے اور دوسروں کے لئے مسائل پیدا کرنے کی۔
وہ لکھتی ہیں کہ:

"ہاں ہم آخری انسان ہیں۔اور یہ زمانہ آخری ہے۔آخری زمانوں کے انسانوں کے سر میں بھی پہلے زمانوں کے انسانوں کی طرح بھوک،ہوس اور جنس کا سودا ہے۔لیکن مسئلہ یہ ہے کہ یہ پہلا زمانہ نہیں ہے، آخری زمانہ ہے۔ انسان ایک دوسرے سے لڑتا ہے کیوں کہ اس کا خیال ہے کہ دنیا میں وسائل تھوڑے ہیں اور جو تھوڑے بہت وسائل ہیں وہ اگر ختم ہو گئے تو کیا ہو گا؟اس ہوس میں اس نے ہواؤں اور پانیوں میں زہر گھول دیا ہے۔"(8)

انسان نے زمین پر دوسری مخلوقات کے لیے جینا دشوار کر دیا ہے وہ یہ بات نہیں سمجھ رہا کہ اگر وہ باز نہ آیا تو بہت جلد اس کا زمین پر سانس لینا بھی دشوار ہو جائے گا انسان اپنی خود غرضانہ اور مفاد پرست فطرت کا شکار ہو کر زمین اور ماحول کو دیگر سبھی مخلوقات کے لیے تنگ اور برباد کر رہا ہے اور قطعاً غافل ہے کہ اس کا یہ عمل خود اس کے لیے مستقبل میں سانس لینا بھی دو بھر کر دے گا۔ لمحۂ موجود کی وقتی ظاہری آسائش اسے آنے والے وقت اور آنے والی مشکلات کے انجام سے غفلت میں

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

ڈالے ہوئے ہیں وہ اپنے لیے دھن دولت کے انبار جمع کرنے کے لیے بے دریغ جنگلات کاٹ رہا ہے یہ سوچیں سمجھے بغیر کہ جنگل کا خاتمہ صرف غیر انسانی مخلوقات پر ہی نہیں بلکہ انسانوں پر بھی زمین اور زندگی تنگ کر رہا ہے۔

ناول میں بالخصوص یہ نقطہ مصنفہ کا مرکزی خیال رہا ہے کہ انسان کی اس مبنی بر ہوس فطرت کی عکاسی اور نشاندہی کی جائے جو اس سے ہر وقت زمین اور زمین پر زندگی کی اولین اور بنیادی ضرورت پانی کی گزر گاہوں تک پر اپنا قبضہ جمانے پر مجبور رکھے ہوئے ہیں۔

عصر حاضر کے اس لالچی انسان کو مصنفہ نے ناول میں میاں اللہ یار کی صورت پیش کیا ہے میاں اللہ یار عہد حاضر کا وہی انسان ہے جو دنیا میں دولت کو ہر شے کا متبادل سمجھتا ہے اس لیے دولت کی خاطر ہر شے قربان کرنے کے لیے بخوشی تیار ہے۔

> " اب دن رات اللہ یار کے تصورات میں ایک ریتیلے جسم والا ناگ لہرایا پڑا رہتا۔جس کے چمکتے بدن پر بڑے بڑے روسی ٹریکٹر اپنے اپنے آہنی ہل کھبوئے گھیں گھیں کرتے ادھر سے ادھر پھرتے، ریت کے ٹرالیاں بھر بھر کے بیچی جاتیں۔اور پھر اس ریتیلے ناگ کے نیچے سے اس کا جسم نمودار ہوتا ۔سوندھا،خوشبودار،جس پر توڑ تونبے ، جنگلی کیکڑوں،اکانہہ اور آک کے پودوں کی جگہ ،امریکن نرمے اور ہالینڈ کی مکئی کے کھیت کے کھیت اگ رہے ہوتے اور ان کھیتوں میں وہ ایک مطلق العنان بادشاہ کی سی بے نیازی سے پھرتے۔" (۹)

مصنف نے ناول میں مرتے دریاؤں کے موضوع کو خاص اہمیت دی ہے نئی بستیاں، قصبے اور شہر بسانے کے لیے ندی، نالوں ،دریاؤں کے رخ موڑے جا رہے ہیں جن کے سبب ان کے پاٹ تنگ اور گہرائی کم ہو جاتی ہے اور زیادہ پانی آنے کی صورت میں سیلابی صورتحال اختیار کر لیتا ہے جو انسانی جانوں کا ہی سبب نہیں بنتی بلکہ آبی حیات کو بھی خطرہ سے دوچار کرتی ہیں ۔

ایکو سسٹم میں مداخلت اور خلاف فطرت اقدامات کے کیا نتائج ہوتے ہیں ناول میں اسی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے اپنے خلاف اقدامات کو فطرت نہ قبول کرتی ہے نہ برداشت اور جب فطرت کا رد عمل سامنے آتا ہے تو انسانی لالچ اس کا کسی طرح مقابلہ نہیں کر پاتا ۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

وہ لکھتی ہیں "

"انسان بہت بودا ہے بے وقوف اور سرکش ،اسے دریاوں کے بہاؤ سے نفرت ہے۔اسے چلتی ہوائیں بری لگتی ہیں۔اسے پرندوں،جانوروں،حشرات الارض سے جان کا خوف ہے۔پھر جب یہ سب کو مار ڈالتا ہے تو ایک دوسرے کو بھی مار ڈالتا ہے۔اس کو خود پر مان ہے۔لیکن میرے بھائی دریا تو منہ زور ہوتے ہیں۔ اپنی طاقت کے نشے میں انسان سے بھی زیادہ مست ،یہ جو تم دریاؤں کو بند باندھ رہے ہو جانتے ہو کیا ہو گا؟ "[10]

ہزاروں سال سے زمین پر رہنے کے سبب انسان ماحول، جنگلات اور فطرت کی اہمیت سے واقف ہے مگر اس کے باوجود دولت کے ہوس اور لالچ اسے اس کے تحفظ اور بقا کے اقدامات پر آمادہ ہونے سے روکتی ہے بلکہ اس کے خلافِ فطرت اقدامات پر مسلسل اکساتی رہتی ہے۔

مصنفہ نے بھوریوں والی زمین کو ناول میں بطور استعارہ استعمال کرتے ہوئے دنیا بھر میں جنگلات کی کٹائی اور اس کے بد اثرات کی منظر کشی کی ہے۔

وہ لکھتی ہیں کہ :

"بھوریوں نے بہت سے لوگوں کے رقبوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا۔میاں اللہ یار کے چھیاسٹھ ایکڑ بھوریوں کے اس طرف تھے۔اور چوالیس ایکڑ اس طرف۔درمیان میں کم و بیش،چھ ایکڑ کا ریتیلا ٹکڑا اگر کسی طرح قابل کاشت بنا لیا جاتا تو یہ ایک خوب صورت ترین قطعہ اراضی بنا سکتا تھا۔"[11]

ناول پانی مر رہا ہے "صرف جنگلات کی کٹائی کو ہی موضوع نہیں بنایا بلکہ اس میں جنگلی حیات کے بلا روک ٹوک شکار پر بھی بات کی گئی ہے کہ اب دنیا میں شکار محض بھوک مٹانے کا ذریعہ نہیں رہا بلکہ غیر ضروری آسائشوں کے حصول کی خواہش نے بھی اب جانوروں کی مختلف اقسام کو خطرے میں ڈال دیا ہے مثلا وہ لکھتی ہیں:

"انھوں نے دوبارہ بندوق اٹھائی ۔مگر مرغابیاں کیچڑ میں گر گئیں۔جو جمع کر لی گئیں۔ان میں سے کئی تحائف میں ادھر ادھر بھجوائی گئیں ۔اور درجنوں مرغابیاں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

،بکری کے دودھ اور دیگر مصالحوں میں بھون کر شراب کے ساتھ کھائی گئیں۔(12)"

انسان محض سکوں اور نوٹوں کے پہاڑ کھڑے کرنے کے لیے ہی ماحول جنگلات اور جنگلی حیات سے دشمنی پر نہیں اترا ہوا ہے بلکہ اس دشمنی کے اسباب میں سے ایک سبب ان مخلوقات کا بے معنی استعمال بھی ہے۔ کنزیومر کلچر جو اسے ہر وقت، ہر چیز اپنے تصرف پہ لانے پہ مہمیز رکھتا ہے ،خواہ وہ اس کی بنیادی ضرورت یا سرے سے ضرورت بھی نہ ہو اور اس کی یہ بے جا خواہش معصوم پرندوں اور آبی اور جنگلی جانوروں کو بے وجہ سفاکی اور بربریت کا شکار کرتی ہے ۔گھروں کی بے جا اور غیر ضروری آرائش و زیبائش کے لیے جانوروں کی کھالوں اور ان سے بنی مصنوعات کا استعمال کیا جاتا ہے اور اسے سٹیٹس کی علامت کے طور پر سمجھا جاتا ہے جبکہ وہ اس بات سے قطعا غافل ہے کہ حیوان و شجر پر بے جا ظلم خود اس کی تباہی کا پیش خیمہ ثابت ہو گا۔فی زمانہ برانڈڈ کلچر اسی کنزیومر کلچر کا دوسرا رخ ہے برانڈڈ پروڈکٹس بنانے والی کمپنیوں کا واحد مطمع نظر صرف زیادہ سے زیادہ نفع کمانا ہے۔ اب ان کی اس ہدف کے حصول کی نظر ماحول اگر ہوتا ہے تو ہو جائے۔ معاشرے میں منفی رجحانات جنم لیتے ہوں ،تو لیتے رہیں ان کا اس سے قطعا کوئی واسطہ نہیں ان کی لانچ کی ہوئی پروڈکٹس اور برانڈز استعمال کرنے والوں کو خوشی کی بجائے برتری کے احساس میں مبتلا کرتی ہیں۔ جبکہ ہر دور کے ماہرین کا اس بات پر اتفاق رہا ہے کہ احساس برتری درحقیقت احساس کمتری کا دوسرا نام ہے۔

وہ اپنے ناول میں لکھتی ہیں کہ:

"اسی طرح موٹی سی کھال مگرمچھ کی پہچان ہے ۔ماما کے پاس اس کی کھال کا والٹ ہے جو وہ تھائی لینڈ سے لائیں تھیں۔ وہاں مگرمچھوں کو پال کے ان کی کھال پرس اور جوتے وغیرہ بنانے کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔"(13)

جس طرح فیکٹری مالکان اور کارخانے دار کا روپیہ کمانے کا پیسہ کمانے کا جنون انھیں آلودگی میں زیادہ سے زیادہ حصہ دار بننے سے نہیں روکتا عین اسی طرح برانڈڈ پروڈکٹس بنانے اور بیچنے والی ملٹی نیشنل کمپنیاں بھی اپنے مخصوص معاشی مقاصد کے حصول سے غرض رکھتی ہیں۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

لالچ، طمع اور بہتات کی حرص نے آج کے انسان کو اپنوں کے ساتھ اوروں کی تباہی کے در پہ کر رکھا ہے زیادہ سے زیادہ پالینے کے جنون میں مبتلا انسان نے محض بنی نوع انسان کو ہی نہیں بلکہ اس کے ارد گرد ماحول اور اس میں بسنے والے دیگر مخلوقات کی بقا کو بھی خطرے میں ڈال رکھا ہے جبکہ اس کے ارد گرد ماحول کی تباہی کا حتمی نتیجہ خود اس کی اپنی مکمل تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ یہ وہ غفلت ہے جس میں انسان جان بوجھ کر مبتلا ہے وہ دیگر مخلوقات سے مسکن چھیننے کے در پہ ہے تاکہ اپنے لیے بلند و بالا حویلیاں کھڑی کر سکے ۔

نئی نئی بستیاں اور ہاؤسنگ سوسائٹیز کا جال بچھانے کے لیے بے دردی سے جنگل کاٹ کر اور قابل زراعت زمینوں کو کمرشل رقبوں میں تقسیم تبدیل کر رہا ہے وہ یہ بھول رہا ہے کہ جب دریا اور جنگل نہیں رہیں گے تو نامعلوم کون کون سی مخلوقات جو زمین پر زندگی میں اس کی حصہ دار ہے ،خود بخود ختم ہو جائیں گی اور یوں انسان دنیا میں اپنی تنہائی کے اسباب خود پیدا کر رہا۔

" تیرے لیے جنگل ہیں ,بیلے ہیں ,تیرے پالتو جانور ہیں جو قدرت رکھتے ہوئے بھی تجھے کچھ نہیں کہتے اگر سانپوں. سیپوں، گو ہوں، چھچھوندروں کے لیے، میرے لیے، بس اتنی سی چپہ بھر جگہ چھوڑ دی گئی تو تو، وہاں بھی گھس آیا۔ (14) "

یہ درست ہے کہ ماحول کی تباہی میں بہت سے عوامل کا ہاتھ ہوتا ہے مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان کی فطرت مخالف سرگرمیاں ماحول کی تباہی میں سب سے بڑا کردار ادا کرتی ہیں انسان اس سے ناواقف نہیں کہ جنگلات اور جنگلات میں پائے جانے والی حیات قدرت کی طرف سے اس کی فیاضی سے عطا کردہ وسائل میں سے ہیں۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ قدرت کی اس فیاضی کی قدر کرتے ہوئے جنگلات اور اس میں پائی جانے والی حیات کے تحفظ کو یقینی بنانے کے لیے کچھ اقدامات کرتا مگر اس کے برعکس انسان جنگلات اور درختوں کو بے رحمی سے کاٹ کر جنگلی حیات پر بقا کے دروازے بند کر رہا ہے۔ جنگلات میں پائے جانے والے چرند پرند ایک مخصوص ماحول میں زندہ رہ سکتے ہیں ان سے ان کا مخصوص اور پرسکون ماحول چھین کر انسان جنگلی حیات سے کھلی دشمنی کر رہا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

سندھ طاس معاہدے نے جس طرح پاکستان اور بھارت دونوں ممالک کو پانی جیسی بنیادی اور مشترکہ ضرورت کی غیر فطری تقسیم کا راستہ دکھایا ہے۔ اس کے اثرات بد میں سے اولین تو یہ ہے کہ پاکستان کو اپنے دریائی اور نہری نظام میں جس جس انداز میں تبدیلیاں کرنی پڑی اس سے ظاہر ہے کہ ان کے نتائج نقصان کی صورت میں ہی نکلنا ہے لہذا انسانی غلطیوں کا بھگتان بھی انسانوں ہی کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔ دو میں سے ایک ملک اس کوشش میں ہے کہ ایک دریا کا سارا پانی دوسرے دریا میں منتقل کر دیا جائے ،جبکہ دوسرا ملک جان توڑ کوشش کر رہا ہے کہ پانی کی ایک بوند بھی دوسری طرف نہ جا سکے۔ پانی کی اس چھینا جھپٹی میں نقصان ماحول کا ہو رہا ہے اور یہ نقصان مشترکہ ہے۔
وہ لکھتی ہیں کہ:

> " دریا میں اپنا ہی پانی بہتا ہے .یہ دیکھو یہ میرا بازو ہے ،میری رگیں، میری وریدیں ان میں میرا خون ہے۔میرا ایک بلڈ گروپ ہے، ایک بلڈ کمپوزیشن ہے، تم مجھ سے اور میں تم سے کتنی ہی محبت کیوں نہ کریں۔اگر میرا سب خون نچوڑ کے تمہارا خون مجھ میں ڈال دیا جائے تو کیا ہوگا؟ نہ تم بچو گی نہ میں ,اور اگرہم دونوں بچ بھی گئے تو تم کب تک اپنا خون مجھ میں ڈالتی رہو گی؟[15]"

ماحولیاتی عناصر کے بغیر محبت، محبت کے بغیر زندگی کا تصور ہی ناممکن ہے یہ اہمیت محض زندگی تک محدود نہیں بلکہ کرہ ارض پر موجود تمام جانداروں کے لیے ماحولیاتی عناصر یکساں اہمیت کے حامل ہیں۔ بنیادی ماحولیات عناصر جیسا کہ پانی، اگر ختم ہو گئے تو صرف اس ایک عنصر پانی کا خاتمہ بھی روئے زمین پر موجود انسانی اور غیر انسانی حیات کے خاتمے کے لیے کافی ہوگا ایسی ہی مسائل پر بحث کرتے ہوئے آمنہ مفتی لکھتی ہیں۔

> "انھیں صرف آکسیجن چاہیے تھی،تازہ ہوا،پانی،خوراک انسان کی بنیادی ضروریات ہیں۔صرف انسان ہی کی نہیں تمام جانداروں کی بنیادی ضرورت ہے ۔دریا میں بھی تو پانی ہوتا ہے۔اور پانی کیا ہوتا ہےیہ عرفان صاحب کو اب معلوم ہونا شروع ہوا تھا۔جب سندھ طاس منصوبے پر دستخط ہو چکے تھے۔تین بڑے ڈیم،کئی بیراج ، رابطہ نہریں اور نہروں کے موگھے اور نالوں میں بہتی ہوئی ننھی ننھی

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

مچھلیاں جس پر سفید بگلے گھات لگا کر بیٹھے ہوئے تھے ۔اور اکانہہ کے مُڈھ میں ایک باگڑ بلا خوف سے پھولا ہوا کھڑا تھا ۔اب ان پر یہ راز کھلا کہ یہ سب کیا ہوگیا تھا ۔دریا سوکھ رہا تھا۔(16) "

ناول میں مصنفہ نے فطری ماحول کی عکاسی کرتے ہوئے کسی جذئیات کو نظر انداز نہیں کیا ذرا سی بے ترتیبی، ہلکا سا بگاڑ اور معمولی سا عدم توازن بھی انہیں بہت کھلتا ہے کہ جو فطری اور صاف ماحول دنیا میں پہلے دن انسان کی بنیادی ضرورت تھا ہزاروں، لاکھوں سال بعد وہی فطری اور صاف ماحول آج بھی زندگی کا ضامن ہے ۔

فطرت کا مرتب کردہ ماحولیاتی نظام جب تک فطرت کے وضع کردہ اصولوں کے مطابق قائم رہے تو انسان اور حیوان سبھی اس سے فیض پاتے رہے مگر حرص و طمع کی گردان میں گرفتار انسانوں نے اول اول جب اس نظام میں مداخلت اور پھر اسے اپنے تابع کرنے کی کوشش کی تو یہ نظام عدم توازن کا شکار ہو گیا اور پھر انسانوں کو فطرت نے اپنی نشانے پر رکھ لیا اور اس کے انتقام کے ایسے ایسے نظارے دیکھنے کو ملنے لگے کہ جس کا مقابلہ اس کے بس میں نہ رہا۔ موسمیاتی تبدیلی،بے موسم برسات جسے کئی عوامل پے در پے سامنے آنے لگے ایسے ہی منظر کو آمنہ مفتی نے کچھ انداز میں بیان کیا۔

"آسمان سے پانی کے ساتھ ساتھ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں گر رہی تھیں۔جن کی آنکھیں کسی ازلی اور ابدی حیرت میں چری ہوئی تھیں۔اور وہ اپنے ننھے ننھے منہ بار بار کھول رہی تھیں جیسے کچھ کہنا چاہ رہی ہوں۔"(17)

نت نئی سائنسی ایجادات اور دریافتوں نے انسان کو اس تکبر میں مبتلا کر دیا ہے کہ وہ ترقی کی معراج پر جا پہنچا ہے۔اور کائنات کے سبھی سربستہ راز اس پر کھلتے جا رہے ہیں اس گھمنڈ نے اسے ماحول کے بنیادی اجزاء جیسا کہ آبی وسائل ،ان کے ذخائر اور گزرگاہوں کی ترتیب میں مداخلت جیسی بھیانک غلطی پر اکسایا ہے۔

"سالہاسال سے مغربی دریاؤں کا پانی مشرقی دریاؤں میں ڈالا جاتا رہا تھا۔ڈیموں میں موجود مردہ پانی نہروں سے ہوتا ہے،سمندروں میں پہنچتا رہا تھا۔یہ سب پوری دنیا میں ہو رہا تھااس سب کے نتیجے میں کرہ ارض پر برف پگھلنے کا تناسب بڑھ گیا

ماخذ تحقیقی مجلہ
ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

تھا۔ ساری دنیا کا یہ خیال تھا کہ یہ آلودگی کے سبب ہورہا ہے۔مگر بند بنانے والے یہ بھول گئے کہ ہمیشہ عظیم تہذیبوں کو دریاوں کے کنارے پھلتے پھولتے دیکھا گیا اور یہ بھی بھول گئے کہ عظیم تہذیبیں اپنے باندھے گئے بندوں کے پانی میں ہی ڈوب کے ختم ہوئیں۔"[18]

اس نے فطرت کی طرف سے کی گئی پانی کی تقسیم کو غلط جانتے ہوئے اپنے تیئں اسے درست کرنے کے لئے سندھ طاس جیسی منصوبہ سازی کرنے کی طرف راغب کیا ۔اس نے یہ سمجھا کہ قدرت کی جانب سے کی گئی پانی کی تقسیم ،وادی سندھ کی تقدیر بدلنے کے لئے ناکافی ہے ۔اور ان منصوبوں پر عمل کرنے کے لئے اس نے پانی کی گزر گاہوں کو نئے سرے سے ترتیب دینا شروع کر دی۔

"مگر عرفان صاحب دریا کیسے تقسیم ہو سکتے ہیں؟ جس طرح زمین تقسیم ہو جاتی ہے۔انھوں نے مسکرا کر اپنی معصوم اور حسین بیوی کی طرف دیکھا جسے یقینا کچھ بھی معلوم نہیں۔جب کچھ بھی مفت میں مل جائے ،کچھ بھی پانے کے لئے محنت نہ کرنی پڑے تو اسے بانٹنے کو سب خوب مستعد ہو جاتے ہیں۔ دریا، زمین، آسمان، پہاڑ انسان نے نہیں بنائے اسے بیٹھے بٹھائے مل گئے ہیں اس لئے اب وہ اس کے حصے بخرے کر رہا ہے۔[19]"

فطرت انسان سے صرف اپنی حفاظت کا تقاضہ کرتی ہے نہ کہ مداخلت کا ۔جب اور جہاں انسان نے فطرت کے کاموں میں مداخلت کی وہ اس کے غیظ و غضب کا شکار ہوا ۔

"ان پانیوں میں عجیب جانور پیدا ہوئے۔۔۔ان جانوروں میں انسان سے مشابہ بلھن بھی تھی۔مونچھوں والے کچھوے بھی، مچھلیوں کی کئ نایاب قسمیں، میٹھے پانی کے جھینگے اور سرخ کیکڑے ،گھونگھوں کی لاتعداد قسمیں، کیچڑ میں کیمو فلاج ہو جانے والے آبی جانور اور مگرمچھ۔[20]"

فطرت کی تخلیق کردہ مخلوقات میں سے حضرت انسان ہی شاید وہ واحد مخلوق ہے جو خود فطرت کے اصولوں پر معترض نظر آتا ہے۔فطرت کی تقسیم سے غیر مطمئن ہے۔ اس کے برعکس دیگر مخلوقات اور مظاہر فطرت میں شرکت کا ایک واضح تصور اور احساس دیکھنے میں آتا ہے۔جانور اپنے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10
ماخذ تحقیقی مجلہ

اردگرد کے ماحول کو اپنی ملکیت سمجھنے کے بجائے اس میں اپنی حاجت کے مطابق اپنا حصہ وصول کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔وہ سب سے سب کچھ ہتھیانے کی فکر میں غلطاں و پیچاں نظر نہیں آتے ۔ہوا ،دھوپ ،پانی،بارش سبھی مخلوقات کے لیے یکساں فیض تقسیم کرتے ہیں ۔ان سب کے برعکس خود غرض انسان وسائل کی فطری تقسیم کو درست نہ جانتے ہوئے پھر اپنی دانست میں بلکہ دوسری مخلوقات ہی نہیں اپنے ہی ہم جنسوں پر جتانے کے لئےاس تقسیم کو غلط قرار دیتا ہے۔درحقیقت زمین کو بانٹنے کے بعد وہ کل وسائل کو بھی اپنے حق میں تقسیم کے نام پر اکیلے ہتھیانے کے منصوبے بناتا ہے۔

ایسے ہی منصوبوں میں سندھ طاس معاہدہ بھی شمار کیا جاسکتا ہے۔جس میں دوملکوں نے اپنی سیاسی رقابت اور خود غرضی کی بھینٹ چڑھانے کے لئے پانی کا انتخاب کیا اور صرف پانی کی" درست تقسیم "کے نام پر فطری تقسیم سے انکار کیا۔اب دو میں سے ایک کی کوشش ہے کہ ایک دریا کا پانی دوسرے دریا میں جا ہی نہ پائے۔اور دوسرا زور لگا رہا ہے کہ دوسرے دریا کے سارے پانی کا رخ بھی اپنی طرف موڑ لے۔پانی کی اس کھینچا تانی نے دریاؤں کو ہی نہیں ان سے جُڑی آبی حیات ، جنگلات اور جنگلی حیات،زراعت،بارش اور موسم کو بھی نقصان پہنچایا ہے۔

مصنفہ نے اس خاص منصوبے کو اپنا موضوع بنا کر اس ناول میں پانی پر دوملکوں کی رقابت کے بد اثرات اور ہولناکی کو واضح کرنے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے۔

حوالہ جات

۱- سورہ الفرقان، قرآن پاک، آیات ۴۹-۴۸
۲- حسین انجم، فرہنگ ماحول اردو سائنس بورڈ لاہور ص ۳، ۲۰۰۸
۳-زاہد حسین انجم، فرہنگ ماحول اردو سائنس بورڈ لاہور ص ۱، ۲۰۰۸
۴-ڈاکٹر اورنگزیب نیازی (مترجم) ماحولیاتی تنقید نظریہ اور عمل، اردو سائنس بورڈ لاہور، ۲۰۱۹، ص ۱۷
۵- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸ ص ۳
۶- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸ ص ۱۳
۷- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸ ص ۱۳
۸- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے،، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸ ص ۱۴۴

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 6, Issue 4, (Oct to Dec 2025)
https://doi.org/10.47205/makhz.2025(6-IV)urdu-10

۹- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۱۳

۱۰- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۸۸-۸۷

۱۱۔ آمنہ مفتی، پانی مر رہاالفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸ے، ۱۴

۱۲- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۸

۱۳۔ آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۱۰۴

۱۴- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۴۸

۱۵- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۶۳

۱۶- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۶۴

۱۷- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۶۷، ۲۰۱۸

۱۸- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ۲۰۱۸، ص ۱۲۴

۱۹- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ص ۵۶۔55

۲۰- آمنہ مفتی، پانی مر رہا ہے، الفیصل ناشران و تاجران اردو بازار، لاہور ص ۷۹